قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 13 اپریل 2021ء | 30 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 88

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ

(البقرۃ: ۱۸۷)

ترجمہ:۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

فرمان خلیفہ وقت

ان دنوں میں اپنے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کے حکموں پر عمل کرنے اور چلنے کی توفیق ملے، اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کی ہمیں توفیق ملے۔ رمضان کی برکات ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں۔ جو نیکیاں ہم نے اپنا لی ہیں ان کو کبھی چھوڑنے والے نہ ہوں۔ اور جو برائیاں ہم نے ترک کی ہیں وہ کبھی دوبارہ ہمارے اندر داخل نہ ہوں۔ ہماری اولاد در اولاد اور آئندہ نسلیں بھی خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی اور نیکیوں پر چلنے والی ہوں۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں کو عقل اور سمجھ دے اور وہ اس زمانے کے امام کا انکار نہ کریں۔ اس کو پہچان لیں اور اس انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہ دیں۔ ہمارے دل تو بہر حال ان کی تکلیفوں سے بے چین رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ 28/ اکتوبر 2005ء)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قیام باللیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔ باب فضل لیلۃ القدر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ محبوب اس کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ایسے ابتلاؤں میں بھی مفید ہے جو نازل ہو چکے ہوں یا ابھی تک نازل نہیں ہوئے۔ پس اے اللہ کے بندو تمہیں چاہئے کہ تم دعا میں لگے رہو۔ (سنن الترمذی۔ ابواب الدعوات۔ باب نمبر 102)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

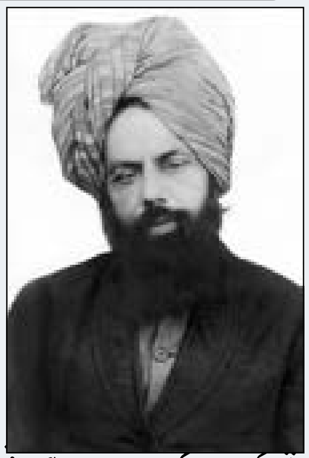

دعا ہستی باری تعالیٰ کا زبردست ثبوت

دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ۔ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ: 187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو مَیں اس کو جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے جو کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔ غرض دُعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 207 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنزَلتَ اِلَیَّ مِن خَیر فَقِیر (منظوم)
- ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب مرحوم ایک قابلِ رشک زندگی
- بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 11)
- ابابیل کی حقیقت

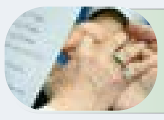

دربارِ خلافت

پس ہمارا کام یہ ہے کہ جب بھی ہم اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر دشمنوں کے غلیظ حملوں کو دیکھیں تو سب سے پہلے اپنے عملوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِیَذَّکَّرُوۡا۔ وَمَا یَزِیۡدُھُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا

(بنی اسرائیل: 42)

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَ لَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا

(بنی اسرائیل: 83)

...مَیں نے جو آیات تلاوت کی ہیں اِن میں بھی خدا تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے کہ قرآن تو سچ ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ پہلی آیت جو مَیں نے پڑھی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں (آیات کو) بار بار بیان کیا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔ بایں ہمہ یہ اُنہیں نفرت سے دور بھاگنے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔ یہ سورۃ بنی اسرائیل کی بیالیسویں نمبر کی آیت ہے۔

پس قرآنِ کریم نے تو اِن لوگوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اِن لوگوں کا بھی وہی حال ہے جو کفار کا تھا۔ قرآنِ کریم کی ہر آیت جہاں اپنی پرانی تاریخ بتاتی ہے وہاں پیشگوئی بھی کرتی ہے۔ تو ایسے لوگ تو اسلام کی دشمنی میں پیدا ہوتے رہے اور پیدا ہوتے چلے جائیں گے جو باوجود قرآنِ کریم کی واضح تعلیم کے ہر پہلو کی وضاحت کے اور مختلف زاویوں سے وضاحت کے پھر بھی اس پر اعتراض ہی نکالیں گے۔ اور نہ صرف اعتراض نکالتے ہیں بلکہ فرمایا کہ قرآنِ کریم کی اس خوبصورت تعلیم کو جو ہم مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ وضاحت جو ہے، مختلف پہلو سے بیان کرنا جو ہے یہ اِن لوگوں کی آنکھیں کھولے وَمَا یَزِیۡدُھُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا۔ یہ اُن کو اس خوبصورت تعلیم سے نفرت کرتے ہوئے دُور بھاگنے میں ہی بڑھاتا ہے۔ یعنی وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے اس سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ پھر اسی سورۃ میں جو بنی اسرائیل کی ہے، آگے جا کے پھر ایسے لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو میں نے تلاوت کی ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم قرآنِ کریم میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔

پس یہاں مزید وضاحت فرمائی کہ جیسا کسی کی فطرت ہو ویسا ہی اُسے نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں یرقان زدہ مریض جو ہے اُس کی آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں تو اُس کو ہر چیز زرد نظر آتی ہے۔ جو بدفطرت ہے اُس کو اپنی فطرت کے مطابق ہی نظر آتا ہے۔ قرآنِ کریم نے جب ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ: 3) کا اعلان فرمایا ہے تو ابتدا میں ہی فرما دیا ہے کہ یہ جو ہدایت ہے اور اس قرآنِ کریم میں جو خوبصورت تعلیم ہے، جو سب سابقہ تعلیموں سے اعلیٰ ہے، یہ صرف انہی کو نظر آئے گی جن میں کچھ تقویٰ ہو گا۔ ہدایت اُنہی کو دے گی جن کے دل میں کچھ خوفِ خدا ہو گا۔ پس یہ لوگ جتنی چاہے دریدہ دہنی کرتے رہیں ہمیں اس کی فکر نہیں کہ اس ذریعہ سے یہ نعوذ باللہ قرآنِ کریم کی تعلیم کو نقصان پہنچا سکیں گے۔ قرآنِ کریم کے اعلیٰ مقام اور اس کی حفاظت کا خدا تعالیٰ خود ذمہ دار ہے بلکہ یہ دوسری آیت جو مَیں نے پڑھی تھی اس میں تو مومنوں کو خوش خبری ہے کہ قرآنِ کریم تمہارے لئے رحمت کا سامان ہے۔ اور ہر لمحہ رحمت کا سامان مہیا کرتا چلا جائے گا۔ تمہاری روحانی بیماریوں کا بھی علاج ہے اور تمہاری جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے، ہر قسم کی تعلیم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اور اگر اس سے پہلے کی آیت سے اس کو ملا لیں تو حقیقی مومنین کو یہ خوشخبری ہے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَھُوۡقًا (بنی اسرائیل: 82) کہ جھوٹ، فریب، مکاری اور باطل نے بھاگنا ہی ہے، یہ اُس کی تقدیر ہے۔ پس یہاں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سروں کی قیمت مقرر کرنے سے یا توڑ پھوڑ کرنے سے یا غلط قسم کے احتجاج کرنے سے قرآنِ کریم کی عزت قائم نہیں ہو گی بلکہ حقیقی مومن اپنے پر قرآنی تعلیم لاگو کر کے ہی قرآنِ کریم کی برتری ثابت کر سکتا ہے اور کرنے والا ہو گا۔ وہ اس کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کو دکھا کر حق اور باطل میں فرق ظاہر کریں گے۔ اور جب یہ تعلیم دنیا پر ظاہر ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر مومنوں کے لئے رحمت اور اُن زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کا نظارہ دکھائے گی۔ قرآنِ کریم کی فتح اور مومنین کی فتح ہو گی۔ دنیا کو اس کے بغیر اب کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی تعلیم سے اپنی روحانی اور مادّی ترقی کے سامان پیدا کرے۔ اپنے اوپر یہ تعلیم لاگو کرے۔ پس ہمیں خاص طور پر احمدیوں کو ان لوگوں کے غلیظ اور اوچھے ہتھکنڈوں سے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ ہم تو اُس مسیح موعود کے ماننے والے ہیں جس کو اس زمانہ میں قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ پھیلانے کے لئے بھیجا گیا ہے جس کے بارے میں قرآنِ کریم سورۃ جمعہ میں فرماتا ہے کہ:

بقیہ صفحہ 3 پر

رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنزَلتَ اِلَیَّ مِن خَیر فَقِیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مشہور دعا رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنزَلتَ اِلَیَّ مِن خَیر فَقِیر جو کس شان سے اور کتنے رنگوں میں پوری ہوئی۔ اس کے متعلق یہ نظم ہے۔

اک برگد کی چھاؤں کے نیچے
اک مسافر پڑا تھا غم سے چور
کیسے کچھ عرض مدعا کرتا
اپنی حاجات کا بھی تھا نہ شعور

دل سے بس ایک ہی دعا اُٹھی

میں اسی کا فقیر ہوں آقا
تُو جو میرے لئے بھلا سمجھے
مجھے اے کاش! ہر کوئی تیرا
اور فقط تیرا ہی گدا سمجھے

یہی سینے سے التجا اُٹھی

میری جھولی میں کچھ نہیں مولا
پیٹ خالی ہے، ہاتھ خالی ہے
زندگی کا سفر نبھانے کو
میں اکیلا ہوں، ساتھ خالی ہے

دل تنہا سے یہ صدا اُٹھی

بے ٹھکانہ ہوں، گھر نہیں اپنا
سر پہ چھت ہے، نہ بام و در اپنا
گاؤں کی چمنیوں سے اُٹھتا ہے
گو دھواں، وہ مگر نہیں اپنا

دل سے یہ شعلہ سا نوا اُٹھی

مصر جانے کو جی مچلتا ہے
پر اکیلا ہوں خوف کھاؤں گا
دست و بازو کوئی عطا کر دے
لوٹ کر تب وطن کو جاؤں گا

دل سے یہ مضطرب دعا اُٹھی

کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ 99۔100

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب مرحوم ایک قابلِ رشک زندگی

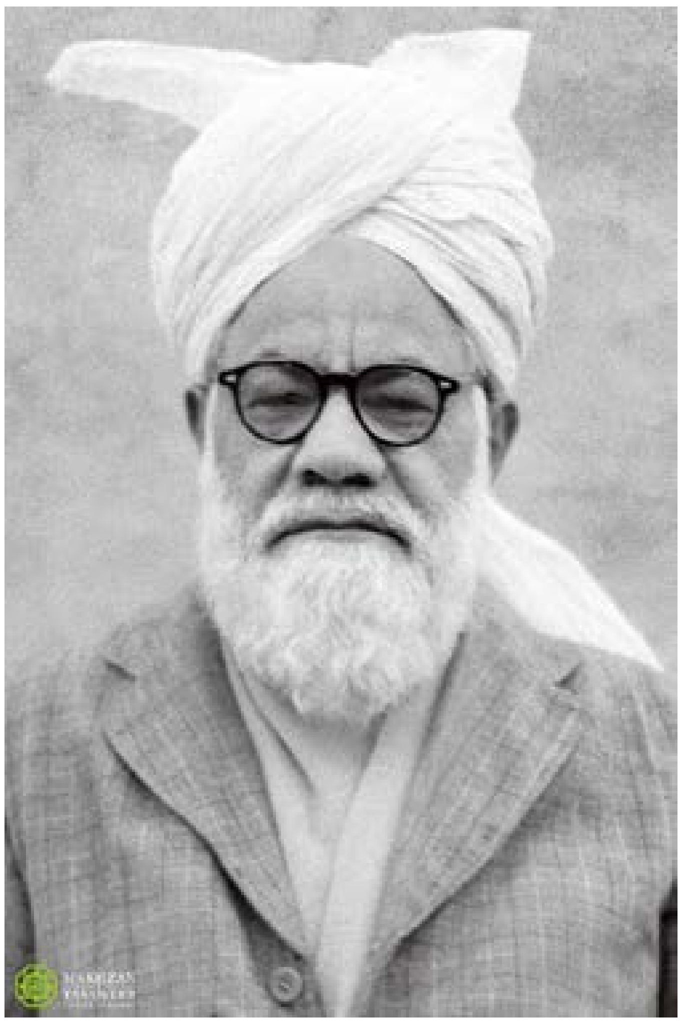

خدائے عرش کی تقدیر پوری ہوئی اور ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کو میں بچپن سے جانتا ہوں کیونکہ وہ سکول کے زمانہ میں میرے شاگرد رہے ہیں اور اس کے بعد بھی انہوں نے ہمیشہ خط وکتابت اور ملاقات کے ذریعہ تعلق قائم رکھا۔ میں اپنے ذاتی مشاہدہ اور ذاتی علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب مرحوم بے حد شریف اور بے شر اور مخلص اور نیک فطرت انسان تھے۔ بچپن سے ہی وہ نمازوں کے پابند، قرآن کے عاشق اور دعاؤں میں شغف رکھتے تھے اور اصطلاحی طور پر غیر واقفِ زندگی ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی ساری زندگی عملاً خدمتِ دین کے لئے وقف رکھی۔ تبلیغ ان کی روح کی غذا تھی اور سلسلہ کے لئے قربانی اور امام کی فرمانبرداری ان کا طرّہ امتیاز۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم سے بورنیو کے دور دراز ملک میں جا کر آباد ہو گئے اور وہیں اپنی بقیہ زندگی خدمتِ سلسلہ میں گزار دی اور اس ملک کو اس وقت چھوڑا جب انہوں نے سمجھ لیا کہ میرا وقت آچکا ہے اور اب مجھے اپنے آشیانہ میں واپس پہنچ جانا چاہئے۔ چنانچہ ربوہ پہنچتے ہی چند دن کے اندر اندر اپنے آسمانی آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کی زندگی حقیقتاً قابلِ رشک تھی۔ بے حد شریف، بے نفس، تہجد گزار، دعا گو اور قرآن خوان انسان تھے۔ ان کے سب قدیم و جدید دوست ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ غالباً تریسٹھ سال کی عمر تھی اور یہ وہی عمر ہے جس میں ہمارے محبوب آقا حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے وصال کا پیغام آیا تھا۔ وَکُلُّ مَنۡ عَلَیۡھَا فَانٍ وَیَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے اور ان کے بیوی بچگان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمِیۡنَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ۔

(محررہ یکم فروری 1961ء)
(روزنامہ الفضل ربوہ 7 فروری 1961ء)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الۡاَرۡضِ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ۔ هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ۔ وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ

(الجمعۃ آیات 2 تا 4)

کہ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدوس ہے۔ کامل غلبہ والا ہے۔ (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ انہیں پاک کرتا ہے۔ انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

...پھر اسلام نے جتنا انصاف پر زور دیا ہے کسی اور کتاب نے نہیں دیا۔ مثلاً ایک جگہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَنۡهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ وَلَمۡ يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡٓا اِلَيۡهِمۡ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (الممتحنہ: 9) اور اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا یعنی اس بات سے، لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

جو تم سے ڈرتے نہیں، تمہیں نقصان نہیں پہنچا رہے، اُن سے قطع تعلق کرنے سے یا اُن سے نیکی کرنے سے، یا اُن کو انصاف مہیا کرنے سے تمہیں اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا۔ پھر فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ۔ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا۔ اِعۡدِلُوۡا۔ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(سورۃ المائدۃ آیت 9)

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

پھر فرماتا ہے:

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔا وَّ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِي الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِي الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ وَمَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرًا

(سورۃ النساء: 37)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی، اور یتیموں سے بھی، اور مسکین لوگوں سے بھی، اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی، اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی، اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی، اور مسافروں سے بھی، اور اُن سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقینا اللہ اُس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگاڑنے والا ہے۔

اب اِن آیات میں پہلے وہ کفار جو دشمنی نہیں کرتے اُن سے نیکی اور انصاف کا حکم ہے۔ پھر سورۃ مائدہ کی آیت ہے اس میں فرمایا دشمنوں سے بھی عدل اور انصاف کرو کہ دشمنی کی بھی کچھ حدود اور قیود ہوتی ہیں۔ دشمن اگر کمینی اور ذلیل حرکتیں کر رہا ہے تو تم انصاف سے ہٹ کر غیر ضروری دشمنیاں نہ کرو۔ جرم سے بڑھ کر سزا نہ دو۔ جیسے گندے اخلاق وہ دکھا رہا ہے تم بھی ویسے نہ دکھانے لگ جاؤ۔

پھر تیسری آیت جو سورۃ نساء کی آیت ہے اس میں والدین سے لے کر ہر انسان سے احسان کے سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی کُل انسانیت سے حسنِ سلوک کرو اور احسان کرو تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ تو امن کے قیام کے لئے، ایک پُر امن معاشرے کے لئے یہ اعلیٰ تعلیم ہے جو قرآنِ کریم نے ہمیں دی ہے اور یہی آج امن کی ضمانت ہے۔ نہ کہ وہ عمل جو ظالم امریکی پادری نے قرآنِ کریم کی توہین کر کے کیا ہے۔ ایسے لوگ یقیناً خدا تعالیٰ کے عذاب کو آواز دینے والے ہیں۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ جب بھی ہم اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر دشمنوں کے غلیظ حملوں کو دیکھیں تو سب سے پہلے اپنے عملوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں، پھر معاشرے میں اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں اور اس کے لئے جو ذرائع بھی میسر ہیں اُنہیں استعمال کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 25/ مارچ 2011ء)

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

(ابوداؤد کِتَابُ الصیامِ بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ حدیث: 2358)

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر کھول رہا ہوں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

میری امت کے لوگوں میں اس وقت تک خیر باقی رہے گی، جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

(صحیح بخاری کِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ حدیث: ۱۹۵۷)

حضرت سلمان بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے، کیونکہ اس میں برکت ہے، اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرے، نیز فرمایا:

مسکین پر صدقہ، صرف صدقہ ہے اور رشتے دار پر صدقہ میں دو بھلائیاں ہیں، یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الزَّكَاةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الْقَرَابَةِ حدیث: ۶۵۸)

مریم رحمٰن

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

(بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

قسط نمبر 11

سوال:۔ ایک دوست نے سنت نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعات میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھنے کے بارہ میں راہنمائی چاہی۔جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14 مارچ 2019ءمیں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ احادیث میں جس طرح فرض نمازوں کی پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھنے کی بابت صراحت پائی جاتی ہے۔ اس طرح احادیث اور خصوصاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ کہیں وضاحت نہیں ملتی کہ سنتوں کی چاروں رکعات میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ قرآن کا کچھ حصہ ضرور پڑھا جائے۔

فقہاء کا بھی اس بارہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ مالکی اور حنبلی مسالک والے سنتوں کی تمام رکعات میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھتے ہیں جبکہ حنفی اور شافعی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کوئی حصہ نہیں پڑھتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس معاملہ میں فرض اور سنت نماز میں کوئی فرق نہیں۔جس طرح فرض نمازوں کی صرف پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح سنت نمازوں کی بھی صرف پہلی دو رکعات میں ہی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھا جائے گا اور تیسری اور چوتھی رکعات میں صرف سورۃ فاتحہ پر ہی اکتفاء کیا جائے گا۔ اور یہی میرا موقف ہے۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حال ہی میں کسی ملک میں رجم کی سزا کے نفاذ کا ذکر کر کے دریافت کیا ہے کہ کیا اس زمانہ میں بھی رجم کی سزا کا نفاذ کیا جا سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14 مارچ 2019ءمیں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔اسلام کی تعلیمات جس میں سزائیں بھی شامل ہیں، کسی زمانہ یا ملک کے ساتھ مختص نہیں بلکہ عالمگیر اور دائمی ہیں۔لیکن اسلامی سزاؤں کے بارہ میں یہ بات ہمیشہ مدنظر رہنی چاہیے کہ ان کے عموماً دو پہلو ہیں ایک انتہائی سزا اور ایک نسبتاً کم سزا اور ان سزاؤں کا بنیادی مقصد برائی کی روک تھام اور دوسروں کیلئے عبرت کا سامان کرنا ہے۔

پس اگر زنا فریقین کی باہمی رضامندی سے ہو اور وہ اسلامی طریقہٗ شہادت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو فریقین کو سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہے۔لیکن جس زنا میں زبردستی کی جائے اور اس میں نہایت وحشیانہ مظالم کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ یا کوئی زانی چھوٹے بچوں کو اپنے ظلموں کا نشانہ بناتے ہوئے اس گھناؤنی حرکت کا مرتکب ہوا ہو تو ایسے زانی کی سزا صرف سو کوڑے تو نہیں ہوسکتی۔ ایسے زانی کو پھر قرآن کریم کی سورۃ المائدہ آیت 34 اور سورۃ الاحزاب کی آیت 61 تا 63 میں بیان تعلیم کی رو سے قتل اور سنگساری جیسی انتہائی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔لیکن اس سزا کا فیصلہ کرنے کا اختیار حکومت وقت کو دیا گیا ہے اور اس تعلیم کے ذریعہ عمومی طور پر حکومت وقت کیلئے ایک راستہ کھول دیا گیا۔

سوال:۔ ایک دوست نے ایک وقت میں دی جانے والی تین طلاقوں، غصہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق اور طلاق کیلئے گواہی کے مسائل کی بابت بعض استفسار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں عرض کئے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ یکم جون 2019ءمیں ان سوالات کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پورے ہوش و حواس سے طلاق دے تو طلاق خواہ زبانی ہو یا تحریری، ہر دو صورت میں مؤثر ہو گی۔ البتہ ایک نشست میں تین مرتبہ دی جانے والی طلاق صرف ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ کتب احادیث میں حضرت رکانہ بن عبد یزید کا واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دیدیں۔جس کا انہیں بعد میں افسوس ہوا۔ جب یہ معاملہ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح ایک طلاق واقع ہوتی ہے اگر تم چاہو تو رجوع کر سکتے ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی طلاق سے رجوع کرلیا اور پھر اس بیوی کو حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں دوسری اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں تیسری طلاق دی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فِی الْبَتَّۃِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

’’طلاق ایک وقت میں کامل نہیں ہوسکتی۔ طلاق میں تین طہر ہونے ضروری ہیں۔فقہاء نے ایک ہی مرتبہ تین طلاق دیدینی جائز رکھی ہے مگر ساتھ ہی اس میں یہ رعایت بھی ہے کہ عدت کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو وہ عورت اسی خاوند سے نکاح کرسکتی ہے اور دوسرے شخص سے بھی کرسکتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 17۔مطبوعہ 2016ء)

اسی طرح جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اس کی کسی ناقابل برداشت اور فضول حرکت پر ناراض ہو کر یہ قدم اٹھاتا ہے۔ بیوی سے خوش ہو کر تو کوئی انسان اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیتا۔اس لئے ایسے غصہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق بھی مؤثر ہو گی۔ البتہ اگر کوئی انسان ایسے طیش میں تھا کہ اس پر جنون کی کیفیت طاری تھی اور اس نے نتائج پر غور کئے بغیر جلد بازی میں اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر اس جنون کی کیفیت کے ختم ہونے پر نادم ہوا اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اسی قسم کی کیفیت کیلئے قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ (سورۃ البقرہ:226) یعنی اللہ تمہاری قسموں میں (سے) لغو (قسموں) پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ ہاں جو (گناہ) تمہارے دلوں نے (بالارادہ) کمایا اس پر تم سے مؤاخذہ کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بردبار ہے۔

جہاں تک طلاق کیلئے گواہی کا مسئلہ ہے تو یہ اس لئے ہے کہ تنازعہ کی صورت میں فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔ لیکن اگر میاں بیوی طلاق کے اجراء پر متفق ہوں اور ان میں کوئی اختلاف نہ ہو تو پھر گواہی کے بغیر بھی ایسی طلاق مؤثر شمار ہو گی۔ پس طلاق کیلئے گواہی کا ہونا مستحب ہے لازمی نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے طلاق اور رجوع کے سلسلہ میں جہاں گواہی کا ذکر کیا ہے وہاں اسے نصیحت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ (سورۃ الطلاق:3) یعنی پھر جب عورتیں عدت کی آخری حد کو پہنچ جائیں تو انہیں مناسب طریق پر روک لو یا انہیں مناسب طریق پر فارغ کر دو۔ اور اپنے میں سے دو منصف گواہ مقرر کرو۔ اور خدا کیلئے سچی گواہی دو۔تم میں سے جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے اس کو یہ نصیحت کی جاتی ہے اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا۔

چنانچہ فقہاء اربعہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر گواہوں کے طلاق دیدے یا رجوع کر لے تو اس کی طلاق یا رجوع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد ’’صدق اللہ العظیم‘‘ کے الفاظ پڑھنے کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کر کے راہنمائی چاہی ہے۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11 جون 2019ءمیں درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ میں نے اس بارہ میں تحقیق کروائی ہے۔ علماء میں دونوں قسم کے نقطہٗ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ جو اس کے جواز کے قائل ہیں انہوں نے بعض قرآنی آیت اور احادیث سے استدلال کر کے اس کے جواز کی راہ نکالی ہے۔

میرے نزدیک بھی اگر کوئی تلاوت کرنے کے بعد یہ الفاظ پڑھ لے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی برائی تو بہرحال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے سچا ہونے کی تصدیق کی جارہی ہے۔لیکن ان الفاظ کا مطلب جانے بغیر صرف ایک رسم کے طور پر انہیں دوہرادینا ایک بے معنی فعل شمار ہو گا۔

سوال:۔ ایک دوست نے مسافر کیلئے رمضان کے روزوں کی رخصت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے ان کی باہم تطبیق کی بابت

راہنمائی چاہی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11 جون 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

جواب:۔آپ کے خط میں بیان دونوں قسم کے ارشادات میں کوئی تضاد نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ دونوں ہی کا قرآن کریم کے واضح حکم کی روشنی میں یہی ارشاد ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔اور اگر کوئی شخص بیماری میں یا سفر کی حالت میں روزہ رکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے واضح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔

جہاں تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد ”روزہ میں سفر ہے۔سفر میں روزہ نہیں“ کا تعلق ہے تو اگر اس سارے خطبہ کو غور سے پڑھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور دراصل اس میں مختلف مثالیں بیان فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ ایسا سفر جو باقاعدہ تیاری کے ساتھ، سامان سفر باندھ کر سفر کی نیت سے کیا جائے وہ سفر خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اس میں شریعت روزہ رکھنے سے منع کرتی ہے۔لیکن ایسا سفر جو سیر کی غرض سے یا کسی Trip اور Enjoyment کیلئے کیا جائے، وہ روزہ کے لحاظ سے سفر شمار نہیں ہوگا اور اس میں روزہ رکھا جائے گا۔چنانچہ سفر میں روزہ رکھنے کے بارہ میں آپ کے دیگر ارشادات بھی آپ کے اسی نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔

سوال:۔ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کیا لڑکی اپنے نکاح کے موقعہ پر خود ایجاب و قبول کرسکتی ہے، نیز یہ کہ اعلان نکاح کے موقعہ پر حق مہر کا ذکر کرنا ضروری ہے؟حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22 جولائی 2019ء میں اس کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

جواب:۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں مسلمانوں مردوں کو مومن عورتوں کے ساتھ اور مسلمان عورتوں کو مومن مردوں کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے مرد و خواتین دونوں کیلئے الگ الگ الفاظ استعمال کئے ہیں۔چنانچہ مردوں کیلئے فرمایا: ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ“ کہ تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔اور عورتوں کیلئے فرمایا: ”وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ“ کہ تم (اپنی لڑکیاں) مشرک مردوں سے نہ بیاہا کرو۔

گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ولیوں پر ان کے نکاح کے انعقاد کی ذمہ داری ڈالی ہے۔اسی لئے اعلان نکاح کے موقعہ پر لڑکی کی طرف سے اس کا ولی ایجاب و قبول کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”عورت خود بخود نکاح کے توڑنے کی مجاز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کرنے کی مجاز نہیں بلکہ حاکم وقت کے ذریعہ سے نکاح کو توڑا سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعہ سے نکاح کو کرا سکتی ہے۔“

(آریہ دھرم صفحہ 32، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 37)

پس اعلان نکاح میں ایجاب و قبول کے وقت لڑکی کی طرف سے اس کا ولی یہ ذمہ داری ادا کرے گا اور یہی جماعتی روایت ہے۔

جہاں تک اعلان نکاح میں حق مہر کے تذکرہ کی بات ہے تو یہ ضروری نہیں، کیونکہ قرآن کریم کے احکامات کے مطابق حق مہر کے تقرر کے بغیر بھی نکاح ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔(سورۃ البقرۃ:237) یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دے دو جبکہ تم نے ان کو چھوا تک نہ ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو۔اور (چاہیے کہ اس صورت میں) تم انہیں مناسب طور پر کچھ سامان دے دو (یہ امر) دولت مند پر اس کی طاقت کے مطابق (لازم ہے) اور نادار پر اس کی طاقت کے مطابق (ہم نے ایسا کرنا) نیکوکاروں پر واجب (کر دیا) ہے۔

سوال:۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کی Virtual ملاقات مؤرخہ 29 اگست 2020ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ملاقات سے ایک روز قبل اسلام مخالف گروپ کی طرف سے سویڈن میں قرآن کریم کے نسخہ کو جلانے کی مذمت، اس کی وجہ اور اس پر ایک احمدی مسلمان کے ردّعمل کے بارہ میں راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

جواب:۔یہاں تو سنا ہے کہ کل رات فساد بھی ہوئے ہیں۔اس کا اثر تو آپ کے شہر یا علاقہ میں نہیں ہے؟محترم امیر صاحب سویڈن کے جواب پر کہ رات کو یہ فسادات ہوئے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات ٹھیک ہیں۔حضور انور نے فرمایا:

اب یہ جو اسلام کے بارہ میں Misconceptions ہے،اس کو آپ نے ہی دور کرنا ہے۔یہ جو شخص کھڑا ہوا ہے کہ میں قرآن جلا دوں گا۔اور اس کو ٹھیک ہے پولیس نے اجازت نہیں دی لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی کہہ دیا کہ اسے اپیل کرنے کا Right ہے،وہ اپیل کر سکتا ہے۔اور بعض اس کے جو Followers تھے یا اس کے گروپ کے لوگ تھے، انہوں نے پارک میں جا کر کل رات کو قرآن کریم جلا بھی دیا۔تو یہ کیوں ہو رہا ہے؟

اس لئے کہ انہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔قرآن کریم کی تعلیم کیا ہے۔اور اس لئے کہ مسلمانوں کے جو دہشت گرد عمل ہیں وہ ان کو یہی بتاتے ہیں کہ ہاں! یہ شاید قرآن میں ہی ہوگا۔وہ ایک آیت کو تو پکڑ لیتے ہیں کہ قتال کرو یا جنگ کرو۔جو باقی دوسرے حکم ہیں کہ کن حالات میں کرو، اس کا ان لوگوں کو کوئی نہیں پتہ۔تو یہ چیزیں ان لوگوں کو پتہ ہونی چاہئیں۔اس لحاظ سے بھی آپ تبلیغ کا Plan کریں۔

سوال:۔اسی ملاقات میں اس سوال پر کہ کرونا وائرس کی وجہ سے دنیا کی موجودہ صورتحال میں تبلیغ کا کام کس طرح کیا جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب:۔جو آن لائن تبلیغ ہے وہ بہت زیادہ شروع ہو گئی ہے، واٹس ایپ پہ، سوشل میڈیا پہ۔یہاں دیکھیں کہ لوگوں کے پاس کیا کیا سوال ہیں؟ کیا کیا Issues اٹھتے ہیں؟ مختلف سائیٹس ہیں، ان میں جا کے ان کو بتائیں کہ ان حالات میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ جھکنا چاہیے،اللہ تعالیٰ کی طرف آنا چاہیے، اس کو پہچاننا چاہیے۔نہ یہ کہ Atheist بن جائیں اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیں۔یا یہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول نہیں کرتا یا خدا تعالیٰ نہیں ہے یا دنیا ہی سب کچھ ہے۔اگر دنیا کو بچانا ہے تو یہ کرو۔کیونکہ اس کے بعد پھر جو Crisis آئے گا، اس بیماری کے بعد دنیا کی Economy جب Shatter ہوتی جائے گی تو اگلا Crisis پھر یہ آئے گا کہ پھر ایک دوسرے کے مال پہ قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور جب مال پہ قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے تو جنگیں شروع ہو جائیں گی، جس کیلئے بلاک بنتے ہیں اور بلاک بننے شروع ہو چکے ہیں۔تو اس سے بچنے کیلئے یہی طریقہ ہے کہ خدا کی طرف آؤ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔لیکن جو بھی میڈیا ہے، آخر لوگوں کا دنیا سے رابطہ ہو ہی رہا ہے ناں؟ اس میڈیا کو آپ بھی استعمال کریں، اور اس طریقہ کو آپ بھی استعمال کریں جو دنیا استعمال کر رہی ہے۔

میرا خیال ہے کہ آج جو باتیں ہوگئی ہیں انہی پہ آپ کام کر لیں، اور جو بعض ضروری باتیں تھیں وہ میں نے کہہ دی ہیں کہ ان (نیشنل عاملہ) کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔اور جو نیشنل عاملہ سے میں باتیں کر رہا ہوں تو جو متفرق مجالس ہیں ان کے متعلقہ سیکرٹریان جو ہیں، ان کیلئے بھی یہی باتیں ہیں، ان کو بھی یہ یاد رکھنی چاہئیں اور اس کے مطابق اپنی Policy بنانی چاہیے اور عمل کروانا چاہیے۔اگر Grassroots Level پہ سارے کام ہونے شروع ہو جائیں، آپ کی مجالس کے ہر شعبہ کے جو متعلقہ سیکرٹریان ہیں وہ اپنا اپنا کام کریں، ذمہ داری کو سمجھیں تو نیشنل عاملہ کا بھی کام آسان ہو جاتا ہے اور اس مقصد کو بھی آپ پورا کرنے والے بن جاتے ہیں جس کیلئے آپ کو عہدیدار بنایا گیا ہے اور اس طرح آپ خلیفۂ وقت کے مددگار بھی بن جاتے ہیں اور جماعت کی خدمت کا جو کام ہے اس کو بھی صحیح طرح سرانجام دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی پھر آپ کی خدمت جو ہے وہ مقبول ہوتی ہے۔لیکن اگر صرف عہدہ رکھنا ہے اور عہدہ رکھ کے پھر کام نہیں کرنا اور اپنے غلط نمونے قائم کرنے ہیں، دعاؤں کی طرف توجہ نہیں دینی، آپس میں شعبوں میں تعاون نہیں کرنا، مرکزی شعبوں میں اور ذیلی تنظیموں کے شعبوں میں تعاون نہیں ہونا تو ایسے عہدوں کا کوئی فائدہ نہیں، ایسی تنظیم کا کوئی فائدہ نہیں۔اور یہ آپ لوگ مجھے تو دھوکہ دے سکتے ہیں یا نظام جماعت کو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں، ہر کام کرتے ہوئے، ہر وقت یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ہر قول اور فعل کو دیکھتا اور سنتا ہے۔اس لئے ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر کام کرنا ہے اور اس کیلئے اپنی تمام صلاحیتیں، اپنی تمام Potentials کو استعمال میں لانا ہے تا کہ ہم جماعت کے صحیح فعال رکن بھی بن سکیں اور جماعت کی صحیح رنگ میں خدمت بھی کرسکیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

ع۔ا۔ورک

ابابیل کی حقیقت

سورة الفیل میں یمن کے گورنر ابرہہ کے لشکر کی ابابیل پرندوں کے ذریعہ تباہی کا ذکر ہے۔ گزشتہ تفاسیر میں یہ قصہ بہت مبالغہ آرائی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ بعضوں نے ابابیل کے جسم کو ایک جناتی مخلوق کیطرح بیان کیا ہے کہ انکی چونچ اونٹ کیطرح اور پنجے شیر کے پنجوں کیطرح تھے۔ بعضوں نے ان پتھروں کو جو انہوں نے پھینکے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ سر پر لگتے اور پاخانہ کے راستے نکلتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نزدیک ابابیل سے مراد ابابیل پرندہ نہیں کیونکہ اسکو عربی میں خفاش کہتے ہیں۔ اسکا عربی میں مطلب جھنڈ درجھنڈ یا غول درغول ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر میں چیچک کی بیماری پھیل گئی تھی اور اس بات کا ثبوت کہ ان میں چیچک کی بیماری پھیلی تھی یہ ہے کہ روایات میں ملتا ہے کہ اس کے لشکر کے لوگ اندھے ہوگئے تھے اور جسم گل گیا تھا اور یہ دونوں علامتیں چیچک کی بیماری کی ہیں۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

’’درمنثور میں ابن اسحاق جو ایک بہت بڑے مؤرخ گزرے ہیں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔۔۔ کہ آپؓ نے فرمایا میں نے خود مکہ میں اپنی آنکھوں سے دو آدمیوں کو دیکھا ہے جو بھیک مانگ رہے تھے اور آنکھوں سے اندھے تھے۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ یہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے مہاوت ہیں۔۔۔۔ پھر یہ بھی تاریخوں سے پتہ لگتا ہے کہ جس کو وہ پتھر لگتا اسکا گوشت جھڑنے لگ جاتا تھا یہ بھی چیچک کی ایک علامت ہے۔ جب چیچک بڑی کثرت اور شدت کیساتھ نکلتی ہے تو جسم کا گوشت گل سڑ کر جھڑنے لگتا ہے اور چمڑا بالکل گل جاتا ہے۔ اسکے علاوہ پتھروں کی جو شکل بتائی گئی ہے وہ بھی چیچک کے دانوں سے ملتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پتھر چنے سے چھوٹا اور مسور سے بڑا ہوتا ہے اور یہی چیچک کے دانوں کی کیفیت ہوتی ہے‘‘

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 50)

یمن اس وقت حبشہ (موجودہ ایتھوپیا اور اریٹریا ملک) کے ماتحت تھا اور حبشہ یعنی افریقہ کے علاقے کی خاص بیماری چیچک تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں:

’’چیچک کی مرض حبشیوں کی مخصوص مرض ہے بعض امراض بعض ملکوں سے مخصوص ہوتی ہیں۔ چیچک اصل میں حبشہ سے آئی اور اسی ملک کی مخصوص بیماری ہے جس طرح آتشک اصل میں یورپ سے آئی اسی لئے عربی کتب میں آتشک کو داءالافرنج کہتے ہیں یعنی یورپین لوگوں کی بیماری‘‘ (تفسیر کبیر جلد دہم ص 46)

اور اگر آج کے دور میں مثال تلاش کریں تو ہم کہیں گے کہ کرونا چین کے علاقے سے شروع ہوا۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ کے مطابق ابرہہ کے لشکر میں جس میں یقیناً حبشی یعنی افریقی بھی ہونگے کیونکہ یمن اس وقت حبشہ کے ماتحت تھا۔ چیچک کی وبا پھیل گئی اور یہ وبا لشکر کے اندر سے ہی ان حبشی فوجیوں کے ذریعے پھیلی جن میں چیچک کے جراثیم تھے۔ ہر وبائی مرض کیطرح چیچک بھی اجتماع میں زیادہ پھیلتی ہے تو ابرہہ کا لشکر تتر بتر ہوکر وہاں سے بھاگا۔ بہت سا لشکر وہیں مرگیا اور ان نعشوں پر پھر گدھیں اور چیلیں جھنڈ درجھنڈ آئیں اور وہ انکے گوشت کو نکال کر پھر پتھریلی جگہ پر لے جاکر پتھر پر مار مار کر کھاتیں تھیں۔ اس علاقے کے پتھر مٹی ملے یعنی کنکر شکل کے ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اولؓ فرماتے ہیں:

’’سجیل کے معنی سخت کنکر کے ہیں۔۔۔۔ جس مقام پر یہ لشکر ہلاک ہوا وہ مزدلفہ اور منی کے درمیان کی جگہ ہے۔ اب بھی حاجی لوگ رمی جمار کیلئے اسی میدان سے کنکریاں چن کر ساتھ لے جاتے ہیں‘‘

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص 463)

اور یہ نقشہ اس آیت کا ہے تَرۡمِیۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ یعنی وہ پرندے یعنی گدھیں چیلیں انکو یعنی انکے گوشت کو مٹی ملے پتھروں پر مارتیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’تَرۡمِیۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ کے معنٰے عام محاورہ کے مطابق تو یہ ہیں کہ ان پر سجیل مارتے تھے لیکن اس کے یہ معنٰے بھی ہوسکتے ہیں کہ ان کو سجیل پر مارتے تھے اور چونکہ مردار خوار پرندوں کا یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ مردہ کا گوشت لیکر پتھر پر بیٹھ جاتے ہیں اور گوشت کو بار بار پتھر پر مارتے جاتے اور کھاتے جاتے ہیں نہ معلوم اسے نرم کرتے ہیں یا اسکی صفائی کرتے ہیں بہرحال چیلوں اور گدھوں کا یہ عام قاعدہ ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 76)

اور جب چیلیں سارا گوشت کھا لیتی ہیں تو پیچھے ڈھانچہ یعنی خول بچ جاتا ہے اور یہ بالکل وہی شکل ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ جب اناج اندر سے کوئی بیماری کھا جائے اور چھلکا، خول باقی رہے تو اسکو عصف کہتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

’’فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ اس نے انہیں دانہ کھائے ہوئے سٹے کیطرح کر دیا جس طرح اندر سے گندم کو کیڑا کھا جائے اور اوپر کا صرف چھلکا باقی رہ جائے اسی طرح انکی کیفیت ہوگئی۔ انکا گوشت سب گدھیں اور چیلیں اور کوے کھا گئے اور باقی صرف ہڈیاں رہ گئیں یا چمڑا اور سر کے بال رہ گئے‘‘

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 77)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ و حضرت خلیفہ ثانیؓ نے ابابیل کے ترجمہ جھنڈ درجھنڈ، غول درغول کو زیادہ اپنایا ہے اور سابقہ مفسرین کے اس قول کو بھی درج کیا ہے جو ابابیل سے مراد ابابیل پرندہ ہی لیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ابابیل کا ترجمہ غول درغول (پرندے) کے کیے ہیں لیکن آپؒ کے مطابق چیچک کی بیماری لشکر کے اندر سے نہیں بلکہ ابابیل پرندوں کے ذریعہ پھیلی تھی۔ آپؒ سورة الفیل کے تعارف میں فرماتے ہیں:

’’وہ اصحاب الفیل یعنی بڑے بڑے ہاتھیوں والے تھے لیکن پیشتر اس سے کہ وہ ان بڑے بڑے ہاتھیوں پر مکہ تک پہنچتے ان پر ابابیل نے جو سمندری چٹانوں کی کھوہوں میں گھر بناتی ہیں ایسے کنکر برسائے جن میں چیچک کے جراثیم تھے اور ساری فوج میں وہ خطرناک بیماری پھیل گئی اور آناً فاناً وہ ایسی لاشوں کے ڈھیر ہوگئے جیسے کھایا ہوا بھوسا ہو۔ انکے جسموں کو مردار خور پرندے پٹک پٹک کر زمین پر مارتے تھے‘‘۔

(ترجمة القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ص 1212)

ابابیل پرندے کے متعلق کچھ حقائق کی بنیاد پر واقعہ اصحاب الفیل کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سارے معاملے کو عقلی بنیادوں پر اس لئے حل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے قوانین کو موقع محل پر استعمال کر کے ہی معجزات دکھاتا ہے۔ بعض جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا جادو کی طرح اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین کو توڑ کر معجزہ دکھاتا ہے تو وہ معجزے کے متعلق غلط تصور قائم کر کے بیٹھے ہیں۔ یہ تو خدا پر الٹا اعتراض پڑتا ہے کہ اس نے خود ہی قوانین بنا کر اور پھر یہ وعدہ بھی کر کے کہ میں اپنی سنت یعنی قانون کو نہیں توڑتا خود ہی اپنا قانون توڑ دیا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ بہترین مثال ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ اپنی کمال حکمت سے اس وقت سمندر پار کرانے کے لئے لایا کہ جب جزر کا وقت تھا اور سمندر اپنے ساحل سے کافی پیچھے ہٹا ہوا تھا اور جب فرعون اپنے لشکر کیساتھ پیچھا کرتے ہوئے ساحل پر پہنچا تو جب وہ ساحل عبور کر رہا تھا تو اس وقت مد کا وقت شروع ہوگیا کہ جب سمندر کا پانی ساحل کیطرف بڑھتا ہے اور کافی دور تک چلا جاتا ہے۔

ابابیل پرندے کو انگلش میں سویلو اور مارٹن بھی کہتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا، وکی پیڈیا، آل ابوٹ برڈز، لونگ وِد برڈز ویب سائٹس پر اس پرندے کی مندرجہ ذیل نمایاں خصوصیات بیان ہیں:

1۔ یہ ایک ہجرت کرنے والا پرندہ ہے اور دنیا کے تمام

براعظموں میں پایا جاتا اور ہر پرندے کیطرح اسکی کئی قسمیں ہیں۔

2۔ ابابیل کی تمام قسمیں ہجرت کرتی ہیں۔ یہ گرم موسم کو پسند کرتا ہے کیونکہ سردی اسکے موافق نہیں نیز اسکی ہجرت کی اصل بڑی وجہ یہ ہے کہ اسکی خوراک کا انحصار فضائی وزمینی کیڑے مکوڑوں وحشرات پر ہے جو زیادہ تر گرمیوں یا معتدل موسم میں نکلتے ہیں تو جب کسی علاقے میں موسمی تبدیلی کیوجہ سے حشرات کم ہونے لگتے ہیں تو یہ وہاں سے ایسے علاقے میں ہجرت کرتے ہیں جہاں حشرات وغیرہ نکلنے کا موسم شروع ہو۔ دنیا میں پائی جانے والی ابابیلیں مخصوص علاقے سے مخصوص علاقے کی طرف ہی ہجرت کرتی ہیں لیکن غالباً سب سے بڑی، طویل اور مشہور ہجرت افریقہ میں پائی جانے والی ابابیلوں کی ہے وہ مارچ اپریل میں ہجرت کر کے یورپ کی طرف جاتی ہیں جہاں موسم معتدل یا قدرے گرم ہونا شروع ہوجاتا ہے اور اگست کے لگ بھگ جب یورپ میں سردی شروع ہوتی ہے تو یہ واپس افریقہ آجاتی ہیں۔

3۔ مختلف علاقوں میں رہنے والی ابابیل اپنے علاقے کے لحاظ سے پانی کے پاس گھونسلے بناتی ہے مثلاً دریا سمندر نہر وغیرہ کے پاس رہنے والی ابابیل اپنا گھر دریا یا سمندر کنارے کھوہوں میں بناتی ہے اور انکے گھر مٹی ملے پتھروں یعنی کنکروں سے بنے ہوتے ہیں یا وہ جگہیں جس میں یہ کھوہیں بناتی ہیں کنکروں کی طرح کے پتھروں سے بنی ہوتی ہیں اور جو ابابیلیں خشکی پر رہتی ہیں وہ اپنا گھونسلہ گھاس اور تنکوں وغیرہ سے بناتی ہیں۔

4۔ ابابیل کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ یہ اڑتے ہوئے ہی اپنی خوراک کا انتظام کرلیتی ہے ہوا میں اڑنے والے کیڑوں کو کھالیتی ہیں۔

اب خدا تعالیٰ کی قدرت نے اپنے خاص ارادے سے یہ کیا کہ ابرہہ کا لشکر اس وقت مکہ کی طرف حملہ کرنے کیلئے گیا جب افریقہ کی ابابیلیوں نے ہجرت کر کے یورپ جانا تھا اس بات کا ثبوت کہ وہ ابابیلوں کی ہجرت کا وقت تھا یہ ہے کہ مقاتل بن سلیمان کی ایک روایت ہے کہ جو گرجا ابرہہ نے مکہ کے مقابلہ پر بنایا تھا اسکو آگ لگ گئی تھی اور یہ آگ اسطرح لگی کہ عرب کہ کچھ نوجوانوں نے آگ جلائی اور اتفاقاً اس دن ہوا تیز چلی اور اس آگ کی چنگاریوں سے گرجا کو آگ لگ گئی۔ نوجوانوں کے آگ جلانے سے یہ قرینہ نکلتا ہے کہ وہ سردیوں کا موسم تھا اور عرب میں سخت سردی جنوری کے مہینے میں ہوتی ہے۔ اور تاریخی اعتبار سے ایک زبردست ثبوت اسکا سیرت خاتم النبیین صفحہ 93 میں یوں درج ہے ”چنانچہ واقعہ اصحاب الفیل کے پچیس روز بعد 12 ربیع الاول مطابق 29 اگست 571ء کو یا ایک جدید اور غالباً صحیح تحقیق کی رو سے 9 ربیع الاول مطابق 20 اپریل 571ء بروز پیر بوقت صبح آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی“ 20 اپریل سے 25 دن نکالیں تو مارچ کا آخر بنتا ہے اور بالکل یہی وقت ابابیل کی ہجرت کا ہے اور گرجا کو آگ لگنے کے واقعہ کے بعد ابرہہ کا مکہ پر حملہ کا ارادہ کرنا، لشکر تیار کرنا اور مکہ تک کی مسافت طے کرنا اور اس مسافت کے دوران پہلے یمن کے لوگوں اور پھر راستے میں خشعم کے مقام پر بھی بعض عرب قبائل کا ابرہہ سے باقاعدہ لڑائی کرنا کہ وہ مکہ پر حملہ نہ کرے اس ساری صورت حال میں ایک سے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ لازماً لگ جاتا ہے اور گرجا کو آگ لگنے کا واقعہ اگر جنوری یا اسکے آس پاس کا ہو تو یہ مارچ یا اپریل کے شروع کے لگ بھگ مکہ کے قریب پہنچا ہوگا اور مارچ اپریل میں ہی افریقہ کے مشرقی ساحل یعنی بحر احمر اور جنوبی ساحل یعنی بحر ہند پر رہنے والی ابابیلیں اور افریقہ کے میدانی علاقے والی ابابیلیں ہجرت کرتی ہیں یہ ابابیلیں جب ابرہہ کے 60 ہزار کے بڑے لشکر پر سے گزریں (تاریخی کتب میں لشکر کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہیں) تو اتنے بڑے اجتماع کو دیکھنا پرندوں کیلئے یقیناً اچنبھا واقعہ ہوگا اور پرندے کی یہ فطرت ہے کہ جب اسکے نیچے کوئی آدمی کھڑا ہوتا ہے تو یہ اس پر کوئی چیز پھینکتا ہے وہ بیشک اس پر اپنا فضلہ پھینکے یا منہ یا پنجے میں پکڑی ہوئی کوئی چیز۔ اور اس بات کا تجربہ ہم میں سے اکثریت کو ہوا ہوگا کہ درخت یا بجلی کی تاروں پر بیٹھے ہوئے پرندے جب کوئی انکے عین نیچے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر اپنا فضلہ یا منہ یا پنجوں میں پکڑی ہوئی چیز پھینک دیتے ہیں ابابیلوں نے جب نیچے اتنے بڑے لشکر کو دیکھا تو اس نے اپنی اسی فطرت کے مطابق ردعمل دیا اور اس لشکر پر جو بھی انکے منہ یا پاؤں میں تھا پھینکا جس میں چیچک کے جراثیم تھے کیونکہ وہ افریقہ کے علاقے سے آرہی تھیں جہاں کی یہ بیماری ہے۔

اس حل تک پہنچنے کے بعد یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آخر وہ کیا تھا جو ابابیلوں نے ان پر پھینکا۔ اگر تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ کا فعل ابابیلوں کیطرف منسوب کریں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ابابیلوں نے ان پر مٹی ملے پتھر یعنی کنکر یا ریزے پھینکے وہ کنکر \ ریزے ابابیلیں کیسے اور کیوں ساتھ لیکر آئیں؟ اسکا ایک یہ جواب ہوسکتا ہے جو زیادہ قوی ہے کہ ان پرندوں کے پنجے کنکروں سے لتھڑے ہوں کیونکہ وہ سمندری ساحل پر رہنے کیوجہ سے اور افریقہ میں بارشی موسم شروع ہونے کیوجہ سے انکی کھوہوں اور کھوہوں کے اردگرد اور میدانی علاقوں میں کیچڑ یا بہت نمی ہوگئی ہو اور وہ کیچڑ انکے پنجوں وچونچ کے ساتھ لگا ہو اور جب وہ لشکر کے اوپر سے گزرے اور تب تک پرواز کیوجہ سے وہ کیچڑ خشک ہوگیا ہو تو انہوں نے اپنے پنجے جھاڑے ہوں اور اگر چونچ کو بھی کیچڑ لگا ہو تو اسکو بھی جھاڑا ہو۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 90 میں یہی امکان بیان کیا ہے آپؓ فرماتے ہیں ”تو اس وقت خدائی تصرف کے ماتحت ان کے اوپر سے ایسے پرندوں کے غول گزرے جنکے پنجوں میں ایسی زہر آلود مٹی کے ریزے لگے ہوئے تھے کہ جس جس کے اوپر یہ ریزے گرتے تھے وہ چیچک جیسی مہلک اور متعدی بیماری میں مبتلا ہوجاتا تھا“ دوسرا یہ بھی امکان ہے کہ ہجرت کے وقت منہ میں کنکر وغیرہ لیکر جانا اسکی خصلت میں ہو جسے وائلڈ لائف والے ابھی تک دریافت نہ کرسکے ہوں ایک یہ امکان بھی ہے کہ ہجرت کے وقت انہوں نے اپنے منہ میں اپنی زائد خوراک رکھی ہو کیونکہ یہ پرندہ دوران پرواز خوراک کھانے کی خاص خصوصیت رکھتا ہے تو لشکر کے اوپر سے گزرتے ہوئے انہوں نے وہ خوراک پھینکی ہو یا ان پر فضلہ کیا ہو اور تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ کا ٹکڑہ گدھوں اور چیلوں سے تعلق رکھتا ہو کہ وہ لشکر ابابیلوں کے ذریعہ چیچک سے ہلاک ہوگیا اور پھر چیلوں گدھوں نے انکا گوشت نوچ کر پتھروں پر مار مار کر کھایا۔ اور اسطرح اس آیت وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ کا ترجمہ یوں بنے گا اور ہم نے انکی ہلاکت کیلئے (مختلف) پرندے بھیجے جن میں ابابیل کا خاص ذکر کر دیا کیونکہ ہلاکت میں اصل کردار اسی کا تھا۔ اگر ابابیل سے مراد جھنڈ کی بجائے ابابیل پرندہ ہی لیں تو یہ پہلو بھی درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابابیل خود ایک پرندہ ہے پھر اس سے پہلے طیرًا یعنی پرندے کا لفظ لانے کی کیا ضرورت تھی اسکا مطلب یہی ہے کہ انکے عبرت ناک انجام میں اور پرندوں یعنی چیل گدھوں کوؤں وغیرہ نے بھی حصہ لیا ہے اور ابابیل کا ذکر اس لئے کردیا کہ اسکا کردار زیادہ نمایاں تھا یعنی ابابیل نے بیماری پھیلا کر ہلاک کیا اور چیل گدھوں وغیرہ نے گوشت نوچ کر عبرت ناک صورت حال پیدا کی۔ اس طرح کا اسلوب قرآن کریم نے اور جگہ بھی استعمال کیا ہے مثلاً قرآن کریم میں جنت کے پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ (سورۃ الرحمٰن 69) یعنی ان دونوں میں پھل ہیں اور کھجور اور انار ہیں حالانکہ کھجور اور انار بھی پھل ہی ہیں باقی پھلوں سے انکی نمایاں خصوصیت کیوجہ سے انکو الگ بیان کیا ہے اور اسطرح سے ایک اور عقدہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ اگر ابابیل سے مراد ابابیل ہی ہے اور تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ والا کام چیلوں گدھوں نے کیا تو تَرْمِیْهِمْ غائب ضمیر سے شروع ہوا ہے اور غائب ضمیر تبھی آسکتی ہے جب اسکا پہلے فاعل آچکا ہو۔ تو اسکا فاعل کہاں ہے تو اگر طیرًا اور ابابیل کو الگ الگ کردیں تو طیرًا اسکا فاعل مل جاتا ہے

اور ایک ترجمہ اسطرح سے بھی ہوسکتا ہے جو سارے واقعے کو سمیٹ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا اعجاز ہے کہ اسکا ایک جملہ کئی مفاہیم ادا کردیتا ہے کہ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ کا فاعل ابابیل بھی ہوں اور طیرا یعنی چیل گدھیں بھی اور دونوں کے فعل کے مطابق دو ترجمے کیے جائیں یعنی ابابیل نے ان پر کنکر پھینکے اور چیل، گدھوں نے انکو پتھروں پر مارا یعنی انکے گوشت کو۔

واللہ اعلم بالصواب۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن

برکینا فاسو کے ’’ریجن کایا‘‘ میں آمین کی بابرکت تقریب کا انعقاد

خدمت قرآن اور عشق قرآن مجید جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ دنیا کے کناروں تک دن رات احمدی احباب، معلمین، مربیان کرام اور دیگر عہدیداران قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے میں مصروف ہیں۔ دنیا بھر میں قرآن مجید سکھانے کی ہزاروں کلاسز روزانہ منعقد ہوتی ہیں۔

افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بھی نور قرآن سے منور ہوتے سینے ہر روز اپنے ارد گرد ماحول کو روشن کرنے کا باعث ہیں۔ ہر عمر کے افراد جماعت احمدیہ کی مساجد میں آکر قرآن مجید سیکھنے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔

قرآن مجید کا دور مکمل کرنے پر آمین کی دعائیہ تقریب منعقد کرنا جماعت احمدیہ کی خوبصورت روایات میں سے ایک ہے۔ الحمد اللہ ایسی تقریبات اب دنیا کے ہر کونے میں منعقد ہوتی ہیں۔ برکینا فاسو میں بھی اس دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ مؤرخہ 27 فروری 2021 بروز ہفتہ جماعت احمدیہ کایا Kaya کے ریجنل ہیڈ کواٹرز کی ’’مسجد ھدیٰ‘‘ میں ایسی ہی ایک بابرکت تقریب کا انعقاد ہوا۔ اس مسجد کا افتتاح سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۱/مارچ ۲۰۰۴ کو فرمایا تھا۔ اس تقریب میں وہ خوش نصیب احباب شامل تھے جنہوں نے دوران سال قرآن کریم کی تکمیل کی سعادت حاصل کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ چیمہ علی صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ تقریب میں شمولیت کے لئے مکرم و محترم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو بطور خاص نیشنل ہیڈ کواٹرز سے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ آپ نے قرآن مجید کا دور مکمل کرنے والے احباب سے قرآن کریم سنا اور اسناد تقسیم فرمائیں۔

اس تقریب میں قرآن مجید ناظرہ کا دورہ مکمل کرنے والے سولہ احباب و خواتین نے شرکت کی توفیق پائی۔ جن میں 2 اطفال، 4 خدام 6 لجنہ اور 4 انصار شامل تھے۔

مکرم امیر صاحب نے احباب جماعت کو قرآن مجید سیکھنے اس کا علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ تقریب کا اختتام دعا سے ہوا۔ بعد ازاں تقریب میں موجود تمام حاضرین کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

رپورٹ۔ مکرم خالد احمد صاحب۔ مبلغ سلسلہ ریجن کیتا۔ مالی

مالی کے ریجن کیتا میں جلسہ سالانہ ریجنل کا انعقاد

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان جلسہ سالانہ کے نظام کا اجراء ہے۔ جلسہ سالانہ کے ذریعہ سے جہاں احباب کے روحانی، اخلاقی اور علمی معیار بلند ہوتے ہیں وہیں ان جلسہ جات کے ذریعہ سے احباب جماعت میں محبت، اخوت اور بھائی چارہ فروغ پاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ

’’۔۔۔اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 340 تا 341)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی اغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے مالی کے ریجن کیتا کو مؤرخہ 13 تا 14 مارچ 2021ء اپنے چھٹے جلسہ سالانہ ریجنل کے انعقاد کی توفیق ملی۔ جلسہ کے انعقاد سے قبل ریجنل سطح پر مختلف میٹنگز کر کے جلسہ کے انعقاد اور پروگرامز کے متعلق حتمی فیصلے کیے گئے۔

جلسہ ریجنل کا آغاز مؤرخہ 13 مارچ کو بعد از نماز عشاء ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے تقریر فرمائی جس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ پہلے دن کے پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ رات 12 بجے مقامی وقت پر ہوا۔

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی کے ساتھ کیا گیا۔ بعد نماز فجر درس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ دس بجے صبح دوسرے دن کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز مکرم ظفر احمد بٹ صاحب امیر جماعت احمدیہ مالی کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا جس کے بعد قصیدہ پیش کیا گیا۔ اس اجلاس میں مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی، مکرم محمد دومبیا صاحب لوکل مشنری اور مکرم محمد داؤ صاحب سیکڑی جنرل نیشنل عاملہ مالی نے تقاریر کیں۔ مکرم امیر صاحب مالی کے اختتامی خطاب سے قبل مہمانان نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ اختتامی دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کامیاب جلسہ سالانہ ریجنل کا اختتام ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمانان سے متعلق ہدایات کو سامنے رکھتے ہوئے مہمان نوازی کا خاص خیال رکھا گیا۔ جلسہ سالانہ ریجنل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریجن کیتا کی 31 جماعتوں سے 470 احباب شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ جلسہ میں مقامی حکومتی شخصیات نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

طلوع وغروب آفتاب

13اپریل2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:45	18:39
مدینہ منورہ	04:41	18:43
قادیان	04:38	18:56
ربوہ	04:18	18:36
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:42	19:56